السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مرکز ابن قیم کا دوسرا رؤیت ہلال سے متعلق ہے۔ لکھتے ہیں: بعض ہند کے مسلمان رمضان اور عیدین کے موقع پر عرب ممالک کی رؤیت ہلال کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ شروع کرتے ہیں اور عید مناتے ہیں۔ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کے ان مبارک موقعوں پر یہ حضرات اختلاف وانتشار کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک ہی گھر میں دو دن الگ الگ عید منائی جاتی ہے۔

کیا ان لوگوں کا عرب دنیا کی رؤیت پر اعتماد کرنا شرعاً درست ہے؟ کیا ایک شہر میں دو یا تین دن عیدیں منائی جا سکتی ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

---

## الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چونکہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، اس لیے میں چند اصولی باتیں درج کرتا ہوں:

1۔ حدیث نبوی کے مطابق نئے چاند کا تعلق رؤیت بصری سے ہے، نظر نہ آنے کی صورت میں شعبان کے مہینہ کے تیس دن پورے کیے جائیں اور پھر رمضان شروع کیا جائے۔ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: 1907-1909، وصحیح مسلم، الصیام: حدیث: 1080، 1081)

2۔ شریعت نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ خاص طور پر اگر دو ممالک اتنی دوری پر ہوں کہ دونوں کے اوقات میں رات کے کسی حصہ کا بھی اشتراک نہ ہو۔

3۔ اگر مشرق میں چاند واقعی نظر آ جائے تو تمام مغربی ممالک میں ایسے چاند کا دیکھا جانا یقینی ہو جاتا ہے کیونکہ مغربی ممالک میں مغرب کا وقت بعد میں ہو گا اور اس لحاظ سے چاند کی عمر گھنٹوں کے اعتبار سے بڑھتی جائے گی اور اس کی رؤیت کا امکان بھی زیادہ ہوتا چلا جائے گا لیکن اگر اس کا عکس ہو، یعنی کسی مغربی ملک میں چاند کی رؤیت ہوئی ہو تو مشرقی ممالک میں یہ چاند اگلے دن کے غروب کے بعد ہی نظر آئے گا، یعنی ایک دن کا فرق واقع ہو جائے گا۔

چونکہ سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک ہندوستان سے مغرب میں ہیں، اس لیے سعودی عرب کی رویت اہل ہندوستان کے لیے قابل حجت نہیں ہو گی، البتہ یورپ اور امریکہ کے لیے یقیناً قابل حجت ہو گی۔

ایک وسیع وعریض ملک جیسے ہندوستان یا امریکہ میں تو اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جا سکتا ہے لیکن ایک ہی شہر میں رمضان شروع کرنے یا عید منانے پر اختلاف کرنا ناقابل فہم ہے، گو اب تک ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے، خود برطانیہ میں بلکہ شہر لندن میں بعض دفعہ دو مختلف دن عیدیں منائی جاتی رہی ہیں، پہلے دن وہ لوگ عید مناتے ہیں جو بلاد عربیہ اور خاص طور پر سعودی عرب کی رؤیت پر اعتماد کرتے ہیں اور دوسرے دن وہ لوگ جو رؤیت علمی (یعنی فلکیاتی حساب کے مطابق) کے قائل ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ رؤیت بصری اور علم فلکیات میں مطابقت پیدا کی جائے، یعنی 29 ویں شب کو چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے لیکن ایسی رؤیت کو تسلیم نہ کیا جائے، اگر فلکیاتی اعتبار سے اس شب چاند سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی غروب ہو چکا ہے، یعنی مطلع پر سرے سے موجود ہی نہ ہو یا وہ قران شمس وقمر کے بعد اپنی عمر کے چند گھنٹے گزار چکا ہو جس میں ننگی آنکھ سے اس کا دیکھنا ناممکن ہو، عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جب تک نئے چاند کی عمر سولہ سترہ گھنٹے نہ ہو جائے وہ دیکھے جانے کے قابل نہیں ہوتا لیکن تجربے سے یہ بات ریکارڈ کی گئی ہے کہ آٹھ گھنٹے کا چاند بھی نظر آیا ہے، اس لیے یا تو نئے چاند کے لیے کم از کم آٹھ گھنٹے کی مدت مقرر کر لی جائے اور یا پھر اس شرط کی سرے سے خارج کر دیا جائے اور صرف یہ کہا جائے کہ انتیسویں شب کو فلکیاتی اعتبار سے چاند اگر مطلع پر موجود ہو اور کہیں بھی رؤیت کی مصدقہ اطلاع آ جائے تو اس پر اعتبار کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

**روزے کے مسائل، صفحہ: 314**

محدث فتویٰ